"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ربوہ کا تحریک جدید

ماہنامہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبوک ۱۳۵۵ھش — ستمبر ۱۹۷۶ء

9
1976

— ایڈیٹر —

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ماہنامہ تحریک جدید

تبوک ۱۳۵۵ھ ش

(ستمبر ۱۹۷۶ء)

ایڈیٹر

شمیم اسلم

سالانہ چندہ

پاکستان ——— پانچ روپے

فی پرچہ ——— پچاس پیسے

ترتیب

- ظہورِ مہدی (اداریہ) صـ۲
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف۔ ۴
- وقت کے سر تاج (نظم) ۵
- ریاستہائے متحدہ امریکہ کا دو صد سالہ جشنِ آزادی۔ ۶
- اشتہارات ۱۵

پبلشر:- عبداللطیف خان

پرنٹر:- سید عبدالحی

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ تحریک جدید

دفاتر تحریکِ جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ۔

تاریخ اشاعت:- ہر ماہ کی دس تاریخ

فون نمبر:- ۶۷۸

رجسٹرڈ نمبر ایل: ۷۶۷۶

کتابت:- حمید الدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۲ | ماہنامہ تحریکِ جدید ربوہ | شمارہ ۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبوک ۱۳۵۵ھش
(ستمبر ۱۹۷۶ء)

اداریہ

ظہورِ مہدی

ہفت روزہ المنبر اپنی اشاعت مورخہ ۱۶ جون ۱۹۷۶ء میں لکھتا ہے:-

"علماء محققین کی ایک جماعت نے احادیث مہدی کو متواتر کہا ہے نیز ظہور مہدی کا عقیدہ اُمّت کے اندر متواتر رہا ہے، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، سلف صالحین اور جمہور علماء اُمّت کے اندر اس بارے میں بھی کوئی اختلاف نہیں پایا گیا کسی دَور میں اگر کسی نے عقیدہ ظہور مہدی کے بارے میں شک و تردّد کا اظہار کیا تو اس کو تمام نے شذوذ سے تعبیر کیا۔"

مزید لکھا ہے:-

"اِسلام کی طویل اور پُر آشوب تاریخ میں کوئی قلیل سے قلیل مدّت بھی ایسی نہیں آئی ہے جب اسلام کی حقیقی دعوت بالکل بند ہو گئی ہو اور تجدید و احیاءِ دین کا کام کرنے والا کوئی نہ رہا ہو بلکہ ہر دَور میں کوئی نہ کوئی مصلح اور مجدّد ضرور رہا ہے اور رہا کرے گا۔ انہیں میں ایک امام مہدی بھی ہیں جو آخر زمانہ میں ہوں گے جن کے وجود و ظہور کی خبر آنحضرتؐ نے نام و صفات کی تصریح اور وقت و مقام کی تعیین کے ساتھ دی ہے۔ امام مہدی نہ کوئی فرشتہ

ہوں گے نہ کوئی فوق البشر مخلوق۔ وہ ایک انسان ہوں گے تمام انسانوں کی طرح نیک اور صالح جن کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے وقت میں باطل کو شکست دینے اور دین کو پورے طور پر قائم کرنے میں کامیابی ہوگی یعنی وہ ایک مصلح مجدّد اور خلیفہ راشد و مہدی ہونگے"۔

اللہ تعالیٰ کے مامورین کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ لوگوں کے نہ ماننے کی راہ میں سب سے زیادہ اس کی شخصیت حائل ہوتی ہے۔ "یہ شخص اور مامور یّت کا دعویٰ ؟" "کیا اِس سے بہتر لوگ موجود نہیں ہیں"۔ "کیا یہی رہ گیا جس سے خدا نے کلام کرنا تھا"۔ کیا ہم اپنے پیروں کو چھوڑ دیں"۔ "کیا یہ ہمارے آباء و اجداد سے بہتر ہے"؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غرضیکہ اگر ان کی اپنی مرضی کا شخص مامور یت کا دعویٰ کرے تو وہ ضرور مان لیں لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مامورین کو خود چنتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا کرنے میں وہ کسی سے مشورہ نہیں کرتا۔ مامور تو لوگوں کی ہدایت کے لئے آتا ہے اور اگر اس نے لوگوں کی مرضی کے مطابق ہونا ہے اور اسے لوگوں کا انتخاب ہونا ہے تو پھر اصلاح کیسی؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نہ ماننے والوں کی راہ میں بھی یہی بات زیادہ تر حائل ہوتی ہے حتیٰ کہ مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مفکر بھی یہ کہتا نظر آتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نفسیاتی جائزہ لیا جائے یعنی یہ نہ دیکھا جائے کہ جس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں مبعوث فرمایا ہے وہ ہوا ہے یا نہیں۔ اعتراض یہ ہے کہ یہ شخص کیوں دعویٰ مامور یّت کرے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی بڑا مداح تھا حضور علیہ السلام کی بڑی تعریف کرتا تھا لیکن دعویٰ کا وقت آیا تو یہ کون ہوتا ہے دعویٰ کرنے والا۔ یہ بات راستے میں حائل ہو گئی۔

اِس وقت حالت یہ ہے کہ چاروں طرف ایسی علامات اور ایسے نشانات پھیلے ہوئے ہیں کہ مصلح آنا چاہیئے تھا۔ ہمارے مسلمان بھائی علامات گنواتے بھی ہیں اور پریشان بھی ہیں۔ انہیں یہ بھی ڈر ہے کہ جس شخص نے دعویٰ کیا ہے وہ تو کامیاب ہوتا نظر آرہا ہے اسے ناکام بنایا جائے۔ وہ شائد یہ چاہتے ہیں کہ ان کی مرضی کا کوئی شخص دعویٰ کرے۔ لیکن وہ کون ہو۔ مرضی تو ہر شخص کی الگ الگ ہے۔ سب کے پیر و مُرشد الگ الگ ہیں۔ سب کے فقیر اور گدّی نشین الگ الگ ہیں۔ یہ سب دعویٰ کر دیں تو دعویٰ کرنے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جائے گی۔ اور ہونا چاہیئے صرف ایک شخص۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے مامور یّت سے نوازتا ہے ہم اور آپ اور دُنیا کے تمام لوگ کون ہیں جو اعتراض کریں۔ ہاں یہ بات دیکھنے والی ہے کہ دعویٰ سچّا ہے یا نہیں۔ جو وہ کہتا ہے وہ

انسانوں کو کس طرف لے جائے گا۔ لوگ خدا رسیدہ بن رہے ہیں یا خدا سے دُور جا رہے ہیں۔ اس کی سچائی روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوتی جا رہی ہے۔ فرشتے اس کی مدد کرتے ہوئے ایک دُنیا کو اس کی طرف لا رہے ہیں یا نہیں۔ یہ ہیں باتیں دیکھنے والی۔ اور اگر یہ باتیں نظر آجائیں تو دعویٰ کرنے والا کوئی سا شخص ہو ہمارا فرض ہے کہ اسے مان لیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو خود فرماتے ہیں ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اَور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اَور ہی آیا ہوتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیح اور مہدی کی آمد کی علامات پُوری ہو چکی ہیں۔ اور آپ بھی مانتے ہیں کہ پوری ہو چکی ہیں۔ مسیح اور مہدی کا ظہور ہو چکا ہے۔ خدا کرے کہ لوگ اس پر غور کر سکیں اور پُرانے زمانے کے لوگوں کی طرح یہ نہ کہیں کہ یہ شخص کس طرح مسیح اور مہدی بن گیا۔ مسیح اور مہدی تو کسی بڑے آدمی کو اور کسی بڑے شہر کے کسی آدمی کو ہونا چاہیئے تھا۔ بڑا وہی ہے جسے خدا بڑا بناتا ہے اور بڑا شہر وہی ہے جسے خدا خود عزّت کا مقام عطا فرماتا ہے۔

جس مسیح نے آنا تھا وہ آچکا اور جس مہدی نے ظاہر ہونا تھا وہ ظاہر ہو چکا اب اسی مہدی اور مسیح کو ماننے سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جا سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی تصانیف

آپ نے کسی غیر از جماعت دوست کو احمدیت کے متعلق واقفیت بہم پہنچانی شروع کی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعویٰ کا ذکر کیا۔ دعویٰ کے وقت کے مسلمانوں کے حالات بیان کئے۔ قرآن مجید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئیاں پیش کیں اور سلسلہ کی اسلامی خدمات سے آگاہ کیا۔ لیکن اگر اس دوست نے یہ سب سُن سُنا کر آپ سے کہا کہ چھوڑیئے جی مرزا صاحب نے تو خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ انہوں نے تو اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل بیان کیا ہے اور ایک نیا کلمہ اپنی جماعت کو دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو عام حالات میں آپ کا ردِّ عمل یہ ہوگا کہ آپ اسے بتائیں گے کہ یہ تمام باتیں غیر درست ہیں۔ یہ ردِّ عمل بالکل بجا لیکن ہم آپ سے ایک بات کہنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ آپ کے دوست نے یہ سب کچھ اسلئے کہا ہے کہ اس نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اپنی تصانیف کا مطالعہ نہیں کیا یہ سب کچھ دوسرے سے سُنا ہے۔ پس آپ یہ کوشش کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب لوگوں کو مطالعہ کے لئے دی جائیں۔ غلط خیالات کا یہی اور صرف یہی توڑ ہے۔

وقت کے سرتاج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کم ہیں اور کمزور بھی ہیں
اور بے ثروت — بے مایہ
لانبے لانبے ہاتھ ہیں جن کے
تیکھی تیکھی نظریں
ان کی شوخ نگاہی میں ہم پرچھائیں۔ اِک سایہ
گھورا اندھیرے سے جو نکلا
اور میدان میں آیا
ان کی راہ میں روڑا بن کر
ٹھوکر کا امکان
دُنیاداری کے سینے میں برپا ہے ہیجان
اللہ رے اِنسان
کِتنا بھولا۔ اور کتنا انجان
ہم بارش کا پہلا قطرہ

ہم گھنگھور گھٹائیں
جن کے دوش پہ بازو رکھ کر آتے ہیں جب آئیں
تم پُوچھو تو نام بتائیں
قدرت کی ہیں تیز ہوائیں
ان کے بَل بوتے پہ اپنی حرکت
جس میں برکت
پہلا قطرہ۔ بُوندا باندی۔ اور پھر چھاجوں چھاج
وقت ہمارا ہمراہی ہے
ہم ہیں "کل" اور "آج"
کر دیتا ہے اپنے ڈھب سے
وقت ہمارے کاج
ہم کم ہیں کمزور بھی ہیں
پر وقت کے ہیں سرتاج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریاستہائے متحدہ امریکہ کا دو صد سالہ جشنِ آزادی

(BICENTENNIAL)

امسال ماہِ جولائی میں ریاستہائے متحدہ امریکہ نے اپنا (BICENTENNIAL) یعنی دو صد سالہ جشنِ آزادی نہایت تزک و احتشام اور شان و شوکت کے ساتھ منایا۔ یہ ملک جو دو صد سال قبل مملکتِ برطانیہ کے ماتحت تھا اور جس کا مہذّب اور ترقی یافتہ ممالک میں کوئی شمار نہیں تھا اور جسکے باشندے محض کھیتی باڑی کر کے اپنا پیٹ پالتے تھے آج اس کا طوطی ساری دُنیا میں بول رہا ہے اور یہ دُنیا کا ایک عظیم ترین اور طاقتور ملک بن چکا ہے۔

وائٹ ہاؤس (WHITE HOUSE) جو شمالی امریکہ کے صدر کی رہائش گاہ ہے وہاں کئے ہوئے فیصلے دُنیا کے قریباً تمام ممالک کی سیاست ان کے اقتصادی اور معاشرتی معاملات پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

خدا تعالیٰ نے اس ملک کو ہر قسم کی نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے۔ ہر قسم کی معدنیات اور نباتات کی فراوانی ہے۔ اس کی وسیع و عریض ریاستوں میں ہر قسم کا موسم پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے تمام قسم کا غلّہ، پھل اور سبزیاں با افراط پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خوراک کے لحاظ سے یہ ملک نہ صرف خود کفیل ہے بلکہ لاکھوں ٹن غلّہ یہ دوسرے ممالک کو مہیا کرتا ہے جس سے نہ صرف یہ کہ ان غیر ترقی یافتہ ممالک کی امداد مقصود ہوتی ہے بلکہ اسے بعض سیاسی اغراض کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

اندرونِ ملک ہوٹلوں، ریسٹورنٹوں اور امریکن گھروں میں جو کھانا ضائع ہوتا ہے اس کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ اس سے بآسانی کئی غیر ترقی یافتہ ملکوں کے باشندے بسر اوقات کر سکتے ہیں۔

سامانِ حرب جو اِس ملک سے برآمد کیا جاتا ہے اور جس کے لئے آئے دن نئی نئی منڈیاں ممالکِ غیر میں تلاش کی جاتی ہیں۔ ایک معمولی سی بندوق اور کارتوس سے لے کر میزائلوں، راکٹوں، لڑاکا جہازوں اور ٹینکوں کی صورت میں اس کا مقابلہ موجودہ وقت میں سوائے رُوس کے دُنیا کا اَور کوئی ملک نہیں کر سکتا۔

آبادی:۔ اِس ملک کی آبادی قریباً ۲۱۵

ملین ہے اور یہ سب کے سب لوگ دراصل امیگرنٹ (IMMIGRANTS) ہیں جو دوسرے ممالک سے ہجرت کر کے یہاں آکر آباد ہو گئے ہیں پچاس ہزار سال قبل شمالی امریکہ صرف جانوروں کی آماجگاہ تھا پھر کچھ لوگ ایشیا کے بعض ممالک سے آئے اور یہاں آباد ہو گئے جن کو ریڈ یعنی سُرخ انڈین (RED INDIAN) کہا جاتا ہے یہ اس ملک کے پہلے امیگرنٹ ہیں۔

اس کے بعد ۱۴۹۲ء میں کرسٹوفر کولمبس (CHRISTOPHER COLUMBUS) اپنے ۹۰ ساتھیوں کے ساتھ سپین سے آیا اور ۱۲ اکتوبر کو شمالی امریکہ کی جنوبی ریاست فلوریڈا (FLORIDA) کے پاس ساحلِ سمندر پر اُترا پھر اُس نے کئی اور سفر اس ملک کے کئے۔ اِسی طرح انگلینڈ سے بھی سیاح آنے شروع ہو گئے اور آہستہ آہستہ یہ ملک یورپین ممالک کے لئے ایک اڈہ بن گیا۔ فرنچ، ڈچ، جرمن، انگریز، پُرتگیزی سب ہی کا رُخ اِس ملک کی طرف ہو گیا۔ فرنچ لوگ تو آہستہ آہستہ کینیڈا کی طرف نکل گئے اور سپینش جنوب میں آباد ہو گئے۔ ان کے درمیان انگریزوں نے ٹھکانا جما لیا جن کی تعداد دن بدن بڑھنی شروع ہوئی۔ ساتھ ساتھ افریقہ سے سیاہ فام غلام بھی لا کر یہاں آباد کئے جانے لگے جن سے یہ کھیتی باڑی کا کام لیتے چنانچہ امریکن انقلاب کے صرف سات سال بعد یعنی ۱۷۹۰ء تک یہاں کی آبادی ۴ ملین تک پہنچ گئی جن میں انگریز ۳،۹۳۳،۰۰۰، حبشی غلام ۷۵۷،۰۰۰، دوسرے ۲۳۹،۰۰۰ تھے۔

۱۸۹۵ء سے قبل لوگ شمالی یورپ یعنی جرمنی، آئرلینڈ، برطانیہ، ناروے، سویڈن اور ڈنمارک وغیرہ سے زیادہ آتے تھے کیونکہ وہاں اقتصادی بدحالی تھی اور یہاں ان کے لئے ترقی کرنے کے زیادہ مواقع حاصل تھے ان میں جرمنی سے آنے والے زیادہ تر یہودی تھے۔ پھر بعد میں جنوبی اور مشرقی یورپ سے بھی لوگ آنے شروع ہوئے اس کی وجہ زیادہ تر یہاں کی مذہبی آزادی اور سکولز میں مُفت تعلیم اور کاروبار میں زیادہ سہولتیں تھیں چنانچہ ۲۰ سال کے عرصہ میں اٹلی سے قریباً ۴ ملین لوگ یہاں آکر آباد ہو گئے۔ پھر آسٹریا، ہنگری سے بھی کافی تعداد میں لوگ آنے شروع ہو گئے۔ اسی عرصہ میں مغربی ریاستوں یعنی کیلیفورنیا (CALIFORNIA) وغیرہ میں چینی اور جاپانی آنے شروع ہوئے۔ یہ لوگ اقتصادی لحاظ سے بہت ہی بدحال تھے لہذا یہ معمولی مزدوری پر کام کے لئے تیار ہو جاتے جس سے یورپین باشندوں کو بہت فکر لاحق ہوئی کہ ان کے کاروبار اور آمدنی کو نقصان پہنچے گا بہرحال جنگِ عظیم اوّل ۱۹۱۸-۱۹۱۷ء سے کچھ عرصہ قبل تک تو باہر سے اِس ملک میں آنے والوں کی تعداد کافی زیادہ رہی چنانچہ ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۴ء تک قریباً ۶ ملین لوگ مختلف ممالک سے آکر یہاں آباد ہو چکے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے بعد جنگ شروع ہوگئی اور چار سال کے عرصہ میں بہت کم لوگ یہاں آئے لیکن جونہی جنگ ختم ہوئی باہر سے آنے والوں کا تانتا بندھ گیا اور ان کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ امریکن حکومت کو فکر لاحق ہوئی کہ اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو آنے والوں کے لئے انہیں کام مہیا کرنا مشکل ہو جائے گا اور ملک کو اقتصادی مشکلات سے دوچار ہونا پڑیگا۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۲۱ء میں ایک امیگریشن قانون (IMMIGRATION LAW) جاری کر دیا اور ملک میں داخل ہونے پر بعض پابندیاں عائد کر دیں لیکن یہ چیز بھی ملک میں داخل ہونے والوں کی تعداد کو کم نہ کر سکی اور وہ متواتر بڑھتی رہی۔ چنانچہ ۱۹۴۹ء تک نو ملین لوگ باہر سے آکر آباد ہو گئے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے اور ہر سال ہزاروں کی تعداد میں ایشیا، افریقہ اور یورپ کے ممالک سے لوگ اس ملک میں داخل ہوتے ہیں اور پھر یہیں کے ہو رہتے ہیں چنانچہ اب ۱۷۹۰ء کی چار ملین آبادی کے مقابل پر اس ملک کی آبادی ۲۱۵ ملین ہو چکی ہے جس میں قریباً ۳۰ ملین سیاہ فام ہیں جبکہ ۱۷۹۰ء میں ان کی تعداد صرف ۷۵۷,۰۰۰ تھی۔

ریاستیں:۔ ۱۷۷۶ء میں صرف ۱۳ ریاستوں نے مل کر آزادی کا اعلان کیا تھا مگر بعد میں اس یونین میں باقی ریاستیں بھی شامل ہوتی گئیں اور اب ان کی تعداد پچاس ہے۔ ۱۹۱۲ء سے قبل چھیالیس ریاستیں تھیں پھر بعد میں میکسیکو (MEXICO) اور ایریزونا (ARIZONA) شامل ہو گئیں اور تعداد اڑتالیس ہو گئی۔ اسی کے بعد ۱۹۵۹ء میں الاسکا (ALASKA) اور ہاوائی (HAWAII) بھی شامل ہو گئیں اور کل تعداد پچاس تک پہنچ گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان میں سے اڑتالیس ریاستیں چونکہ حدود کے لحاظ سے آپس میں ملتی ہیں جن کے شمال میں کینیڈا اور جنوب میں میکسیکو اور مشرق میں بحرالکاہل اور مغرب میں پاسیفک اوسیشن (PACIFIC OCEAN) ہے ان سب ریاستوں کو THE CONTERMIOUS UNITED STATES کہتے ہیں یعنی جن کی حدود آپس میں ملتی ہیں۔

اگر ان میں الاسکا (ALASKA) کو شامل کر لیا جائے تو انہیں THE CONTINENTAL UNITED STATES کہتے ہیں اور اگر ان میں ہاوائی (HAWAII) کو بھی ملا لیا جائے تو پھر ان ۵۰ ریاستوں کے مجموعہ کا نام THE UNITED STATES OF AMERICA ریاستہائے متحدہ امریکہ ہے۔

تحریک آزادی:۔ ۴ جولائی کا دن ریاستہائے متحدہ امریکہ کے لئے ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ یہی وہ دن ہے جس دن اہلِ امریکہ نے مملکتِ برطانیہ کی غلامی کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکا اور ایک آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت اختیار کر لی۔ بیشتر اس کے کہ جولائی کے جشنِ آزادی

کی بعض جھلکیاں پیش کی جائیں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کے آباء و اجداد کی ان قربانیوں کا مختصر جائزہ لیا جائے جو انہوں نے حصولِ آزادی کے لئے پیش کیں اور ان مشکل اور کٹھن واقعات کا تذکرہ کیا جائے جن میں سے گزر کر انہیں یہ آزادی اور خود مختاری حاصل ہوئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریکِ آزادی کا بیج سب سے پہلے ورجینیا (VIRGINIA) ریاست میں بویا گیا جولائی ۱۶۱۹ء کو اس ریاست کے ایک گاؤں جیمز ٹاؤن (JAMES TOWN) میں ۲۰ کے قریب قانون دان اکٹھے ہوئے اور انہوں نے خود مختاری کے لئے بعض تجاویز پر غور کیا۔ اس کے بعد اگلے سال نومبر ۱۶۲۰ء کو نیو انگلینڈ (NEW ENGLAND) میں ایک جہاز پر جس کا نام مے فلاور (MAYFLOWER) تھا بعض لیڈر کیپٹن کے کمرہ میں جمع ہوئے اور ایک کاغذ تیار کیا گیا جس کو MAYFLOWER COMPACT یعنی مے فلاور کا معاہدہ کہتے ہیں۔ اس میں اس امر پر اتفاق کا اظہار تھا کہ ہم امریکن اپنی ایک خود مختار ریاست قائم کر کے وہاں اپنے نمائندگان خود منتخب کریں گے جن کی اطاعت ہم سب پر واجب ہوگی۔ اس پر جہاز پر موجود سب مردوں نے دستخط کئے اور پہلا انتخاب بھی وہاں ہی عمل میں آیا اور ایک شخص جان کارور (JOHN CARVER) کو گورنر منتخب کیا گیا۔

اب یہ خود مختاری کا خیال آہستہ آہستہ پھیلنا شروع ہوا اور دوسری ریاستیں بھی اس تحریک میں شامل ہونا شروع ہو گئیں۔ اس وقت تک ہر ریاست میں جسے کالونی کہا جاتا تھا ایک گورنر ہوتا تھا اور بعض اس کے مشیر۔ ان میں سے صرف چند کا انتخاب ہوتا باقی کی نامزدگی برطانیہ کے بادشاہ جارج سوئم کی طرف سے کی جاتی یا کم از کم اس کی منظوری بادشاہ سے لینی ضروری ہوتی۔ چونکہ گورنر بادشاہِ برطانیہ کا نمائندہ تھا لہذا تحریکِ آزادی دراصل گورنر کے خلاف ہوتی۔ دوسری طرف گورنر چونکہ اپنی تنخواہ لوکل حکومت سے وصول کرتے تھے اس لئے وہ لوکل نمائندگان سے جھگڑا مول لینا نہیں چاہتے تھے تاکہ اپنی تنخواہ وصول کرنے میں دقت پیدا نہ ہو۔ اس وقت تک جنگِ آزادی محض زبانی گفتگو اور دلائل تک محدود تھی اور اس میں بعض اور ریاستیں نیویارک، پینسلوینیا اور ڈلاویر وغیرہ بھی شامل ہو گئیں جو سب کی سب شمال مشرقی ساحل پر واقع تھیں۔

کورٹ میں جنگِ آزادی:۔ ۱۷۳۵ء میں نیویارک کی ایک کورٹ میں جنگِ آزادی شروع ہوئی جس نے جان پیٹر زنگر (JOHN PETTER ZENGER) کو امریکہ کی تاریخ میں ایک نمایاں حیثیت دے دی۔ یہ شخص جرمن تھا اور ۱۳ سال کی عمر میں امریکہ آیا۔ یہ پرنٹر (PRINTER) تھا اور اس نے ۱۷۲۶ء میں اپنا کاروبار شروع کر دیا۔ نیویارک کے گورنر ولیم کوزبی WILLIAM

(COSBY) ایک نہایت ہی لالچی اور بددیانت شخص تھا اور عوام اس کی بدکرداریوں سے سخت نالاں تھے اور وہ چاہتے تھے کہ اس کی بدکرداری کی کہانی عوام میں شائع کی جائے لہذا انہوں نے اس کام کے لئے زنگر (ZENGER) کا انتخاب کیا اور ضرورت کے مطابق پیسہ مہیا کیا تاکہ وہ اخبار جاری کر سکے۔ چنانچہ اس نے ایک اخبار نیویارک ویکلی جنرل (NEWYORK WEEKLY GENERAL) کے نام سے جاری کر دیا اور اس میں اس گورنر کے خلاف سارے حالات شائع کر دیئے جس کی بنا پر زنگر کو گرفتار کر لیا گیا اور اس پر مقدمہ چلایا گیا۔

چیف جسٹس ڈی لینسی (DE LANCY) گورنر کے دوست تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح زنگر کو سزا دی جائے چنانچہ اس نے بنچ (JURY) کے ممبران سے کہا کہ زنگر نے یہ بیانات اخبار میں شائع کئے ہیں باقی یہ سچے ہیں یا جھوٹے اس سے آپ کا کوئی تعلق نہیں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے شائع کئے ہیں تو پھر یقیناً قانون کی خلاف ورزی کی ہے اور یہ سزا کے مستوجب ہیں۔

مگر زنگر کے وکیل اینڈریو ہاملٹن (ANREW HAMILTEN) نے جو اس وقت امریکہ کے چوٹی کے وکیل تھے چیف جسٹس کو مخاطب کر کے کہا کہ جیوری (JURY) کا کام صرف یہ معلوم کرنا نہیں کہ زنگر نے یہ بیانات شائع کئے ہیں یا نہیں بلکہ انہیں یہ بھی فیصلہ کرنا ہے کہ ایسے سچے بیانات شائع کرنے پر کسی کو سزا ملنی چاہیئے یا نہیں۔ پھر جیوری کے ممبران سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس وقت جو معاملہ آپ کے سامنے پیش ہے یہ کوئی معمولی نوعیت کا نہیں اور نہ ہی یہ ایک غریب پرنٹر کا انفرادی مسئلہ ہے یہ ہر اس شخص سے تعلق رکھتا ہے جو آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ تحریر کا قائل ہے اور اس کا فیصلہ امریکہ کے ہر اس فرد پر اثر انداز ہوگا جو حکومتِ برطانیہ کے ماتحت اس سرزمین پر رہ رہا ہے۔ یہ ایک اہم اور آزادی کا مسئلہ ہے۔ اس کے بعد بنچ کے ممبران چند منٹ کے لئے کمرہ سے باہر چلے گئے اور واپس آ کر اعلان کیا 'NO GUILTY' یعنی زنگر مجرم نہیں۔ عدالت اس وقت لوگوں سے بھری ہوئی تھی اور سب نے اس فیصلہ پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا کیونکہ اس فیصلہ نے نہ صرف زنگر کو جیل سے رہا کر دیا بلکہ آئندہ کے لئے یہ بھی فیصلہ ہو گیا کہ اخبار میں سچی بات شائع کرنے پر کوئی شخص سزا کا مستوجب نہیں ہوگا۔

جارج واشنگٹن (GEORGE WASHINGTEN)

:- یہ ریاست ورجینیا (VRIGINIA) کے باشندہ تھے۔ یہ اچھے گھوڑسوار اور سپاہیانہ سپورٹ کے مالک تھے۔ انہیں گھر سے باہر کی زندگی زیادہ پسند تھی۔ ورجینیا ریاست کے گورنر رابرٹ ڈِنوِیڈی (RBERT DINWIDDIE) نے جارج واشنگٹن کی قابلیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے متاثر ہو کر جبکہ وہ ابھی ۲۱ سال کی عمر کے تھے
ان کو ایک اہم مہم کے لئے منتخب کیا۔ اس وقت ریاست
پینسلوینیا (PENNSYLVENIA) کے شمال
Digitized by Khilafat Library Rabwah
مغرب میں فرنچ فوجیں تھیں چنانچہ گورنر ورجینیا نے
جارج واشنگٹن کے ذریعہ فوجوں کے کمانڈر کو ایک
خط بھجوایا کہ تم فوری طور پر برٹش کالونی سے نکل جاؤ
مگر اس نے جواب دیا کہ یہ علاقہ فرانس کا ہے اور
فرنچ لوگ ہی یہاں رہیں گے۔ اس کے فوراً بعد اس
کمانڈر نے پٹس برگ (PITTSBURGE) کے
قریب ایک قلعہ تعمیر کر لیا جس کی سرکوبی کے لئے گورنر
نے جارج واشنگٹن کو بھجوایا۔ اِس جنگ میں فرنچ
فوجوں کو شکست ہوئی مگر بعد میں پھر انہوں نے ایسا
حملہ کیا کہ جارج واشنگٹن کو سخت شکست اُٹھانی
پڑی۔ اِس جنگ میں انڈین بھی فرنچ کے ساتھ تھے
اِس لئے اسے فرنچ اور انڈین جنگ کہا جاتا ہے
یہ جنگ برسوں جاری رہی اور ۱۷۵۶ء میں یہ جنگ
سخت ہو گئی۔ ادھر یورپ میں برٹش اور جرمن مِل کر
آسٹریا، فرانس، روس اور سویڈن وغیرہ سے
لڑ رہے تھے۔ یہ جنگ سات سال تک جاری رہی
آخر ۱۷۶۳ء میں ختم ہوئی۔ اسے سات سال کی
جنگ کہا جاتا ہے (THE SEVEN YEARS
WAR)۔ اِس جنگ سے یورپ میں تو کوئی تبدیلی
پیدا نہ ہوئی لیکن شمالی امریکہ میں فرنچ اور انڈین
فوجوں کو سخت شکست اُٹھانی پڑی اور ان کے لئے
پھر سے یہاں سر اُٹھانا مشکل ہو گیا۔

اِس جنگ سے تین نتائج برآمد ہوئے:۔

اوّل:۔ فرانس کی شکست سے امریکن لوگوں
کو اب فرانس کی طرف سے کسی قسم کی جارحیت کا
خوف نہیں رہا تھا اور اس کے لئے انہیں مزید
برٹش حکومت کی سرپرستی کی ضرورت نہیں تھی۔

دوم:۔ حکومتِ برطانیہ نے جنگ کے دوران
جو قرض لیا اس کی ادائیگی کے لئے اسے پیسہ کی
ضرورت تھی اور اس غرض کے لئے اسے امریکن
ریاستوں کی طرف سے زیادہ مالی امداد کی ضرورت
تھی۔

سوم:۔ جارج واشنگٹن جو اس جنگ
میں ایک آزمودہ کار سپاہی بن چکے تھے جنگِ
آزادی کے لئے مفید ثابت ہو سکتے تھے۔ اس وقت
تک امریکن ریاستوں کا طرزِ حکومت یہ تھا کہ گو وہ
گورنر منتخب نہیں کر سکتے تھے لیکن اسمبلیوں کے
ممبران وہ خود منتخب کرتے تھے جن کے سپرد
قانون سازی کا سارا کام تھا۔ یہ سب ریاستیں
مملکتِ برطانیہ کے ماتحت تھیں جن کا سربراہ بادشاہ
جارج سوم تھا اور دارالخلافہ لندن تھا۔ لندن
پارلیمنٹ میں چونکہ ان کے کوئی نمائندگان نہیں تھے
لہذا وہاں کئے گئے فیصلہ جات کو نہ صرف یہ ناپسند
کرنے لگے بلکہ ان کے خلاف تحریکیں شروع ہو گئیں۔
۱۷۶۰ء میں تو انہوں نے محسوس کرنا شروع کر دیا
کہ ان کی آزادی خطرہ میں ہے اور ٹیکس وغیرہ دینے
سے انکار کر دیا۔ صرف وہ ٹیکس ادا کرتے جس کا فیصلہ

ان کی اپنی اسمبلی کے ممبران کرتے۔

۱۷۶۳ء میں جب برطانیہ اور فرانس کی
Digitized by Khilafat Library Rabwah
جنگ ختم ہوئی تو برطانیہ کو پیسہ کی سخت ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ اس کے لئے انہوں نے امریکن ریاستوں پر مختلف قسم کے ٹیکس اور درآمدی اشیاء پر ڈیوٹی لگادی۔

اس ڈیوٹی اور ٹیکس کا فیصلہ چونکہ برطانیہ کی پارلیمنٹ میں ہوا تھا جس میں امریکن کا کوئی نمائندہ نہیں تھا لہذا انہوں نے اسے اپنی آزادی کے لئے ایک خطرہ محسوس کیا اور سمجھا کہ آج اگر یہ معمولی ٹیکس لگایا گیا ہے تو کل کو اس سے زائد لگ سکتا ہے لہذا انہوں نے حکومتِ برطانیہ سے اِس فیصلہ کو واپس لینے کے لئے کہا اور اس کے خلاف جدّوجہد شروع کر دی۔

دوسری طرف برٹش فرموں سے سامان منگوانا بند کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے کاروبار پر اس کا سخت اثر پڑا اور انگریز تجّار نے بھی حکومت پر زور دیا کہ یہ ڈیوٹی اور ٹیکس ختم کر دے۔

اندرونِ ملک نوجوانوں کا ایک گروپ تیار کیا گیا جس کو "آزادی کے فرزند" (SONS OF LIBERTY) کا نام دیا گیا۔ جو امریکن بھی ڈیوٹی یا ٹیکس ادا کرتا ہوا پایا جاتا یہ اس کی جائداد کو تباہ کر دیتے اور مکان کو آگ لگا دیتے۔ اِس حالت میں ایک سال گزر گیا آخر حکومتِ برطانیہ نے سٹیمپ ٹیکس (STAMP TEX) کو تو واپس لے لیا مگر درآمدی اشیاء پر ڈیوٹی کو قائم رکھا۔

اس وقت برطانیہ سے مندرجہ ذیل اشیاء آتی تھیں:۔

اوّل۔ شیشے کا سامان

دوم۔ سکے کا سامان

سوم۔ پینٹ

چہارم۔ چائے

پنجم۔ کاغذ

مگر امریکن لوگ یہ ڈیوٹی ادا کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں تھے۔ تین سال تک یہ جنگ جاری رہی۔ برطانیہ نے کافی کوشش کی کہ ڈیوٹی وصول کرے مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ آخر انہوں نے باقی سب اشیاء پر سے تو ڈیوٹی ختم کر دی لیکن چائے پر اسے قائم رکھا جو آخر ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوا۔

۱۷۷۰ء میں برطانیہ کی پارلیمنٹ نے فیصلہ دیا کہ چائے پر ڈیوٹی ادا کرنی ضروری ہوگی مگر امریکن کے لئے یہ فیصلہ ناقابلِ قبول تھا انہوں نے اب باقی سامان تو برطانیہ سے منگوانا شروع کر دیا لیکن چائے خفیہ طور پر ہالینڈ سے سمگل کرنے لگے۔ حکومتِ برطانیہ کو جب اس کا پتہ چلا تو اس نے اپنے جہاز سمندر میں بھجوا کر اس غیر قانونی تجارت کو روکنے کی کوشش کی اور ہر جہاز کی تلاشی لینی شروع کی جس سے بعض ایسے جہازوں کو بھی نقصان پہنچا جو اس فعل میں ملوث نہیں تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو لیڈر پہلے سے برطانیہ کے خلاف

تھے ان کو موقع مل گیا اور انہوں نے لوگوں کو حکومتِ
برطانیہ کے خلاف اُکسانا شروع کر دیا اس میں
میساچوسٹ (MASSACHUSSETTS)
اور ورجینیا (VIRGINIA) کی ریاستوں
کے لیڈر پیش پیش تھے اور باسٹن (BOSTON)
کے ایک شخص سیموئیل آدم (SAMUEL ADAMS)
اس معاملہ میں سرکردہ تھے۔ اس نے برطانیہ کے
خلاف لوگوں کو اُبھارنے میں خاصا کردار ادا کیا۔
اس کے ساتھ اَور لوگ بھی شامل ہو گئے اور
انہوں نے بعض کمیٹیاں بنا لیں۔ ہر گاؤں اور ہر
شہر میں ایسی کمیٹیاں بن گئیں اور ان کا آپس میں
خطوط اور نیوز لیٹرز کے ذریعہ رابطہ قائم کیا گیا
اس لئے یہ کمیٹیاں COMMITTEES OF
CORESPENDENCE کے نام سے مشہور
ہو گئیں۔

۱۷۷۳ء میں برطانیہ نے سخت غلطی کی اور
ان کمیٹیوں کو موقع دے دیا کہ وہ اپنے مقاصد
میں کامیاب ہو جائیں حکومتِ برطانیہ نے امریکن
ریاستوں کو مجبور کیا کہ وہ چائے برطانیہ کی ہی
ایک بڑی کمپنی سے خرید کریں اور اس پر ڈیوٹی
ادا کریں۔ گو وہ تھی معمولی اور ہالینڈ کی چائے سے
بہت سستی پڑتی تھی لیکن اس سے مقصد صرف یہ
تھا کہ ایک تو برطانیہ کی اس کمپنی کی مدد ہو گی دوسرے
چائے پر ڈیوٹی کے ذریعہ آمد پیدا ہو گی اور پھر
سب سے بڑھ کر یہ کہ اس طریق سے کم از کم یہ تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثابت ہو گا کہ ان ریاستوں پر برطانیہ کا قبضہ ہے
اور کبھی موقع ملنے پر اس ڈیوٹی یا ٹیکس میں زیادتی
ہو سکتی ہے۔ امریکن لوگ بھی اب ہوشیار ہو چکے
تھے اور وہ اس حکمتِ عملی کو خوب سمجھتے تھے لہذا
انہوں نے شمال سے جنوب تک برطانیہ کی اِس
سکیم کو کُلیۃً فعل کر دیا۔ فلاڈلفیا اور نیویارک
میں جب برطانیہ کے جہاز چائے لے کر آئے تو
"آزادی کے فرزندوں" "SONS OF LIBERTY"
نے انہیں واپس جانے پر
مجبور کر دیا۔

باسٹن ٹی پارٹی۔ (BOSTON TEA PARTY)

اصل لڑائی باسٹن میں شروع
ہوئی۔ وہاں کی بندرگاہ پر برطانیہ کے تین جہاز
چائے سے لدے ہوئے آ کر ٹھہرے ہوئے تھے
چنانچہ اس وقت وہاں کے لیڈر سیموئیل آدم
(SAMUEL ADAMS) نے ۱۴ دسمبر ۱۷۷۳ء
کو ایک چرچ میں لوگوں کی میٹنگ بُلائی اور
"آزادی کے فرزند" پہلے سے آرڈر کے منتظر بیٹھے
تھے چنانچہ سیموئیل آدم نے کہا کہ اب محض اِس قسم
کی میٹنگیں اِس ملک کو نہیں بچا سکتیں ہمیں اب
کچھ کر کے دکھانا چاہیئے۔ پھر کیا تھا شام پڑ چکی تھی
بتیاں جلا لی گئیں اور لوگ جہازوں پر چڑھ گئے
اور چائے کی پیٹیاں سمندر میں پھینکنے لگے اور دیکھتے
ہی دیکھتے چائے کی ۳۷۲ پیٹیاں سمندر میں تیر رہی
تھیں۔ حکومتِ برطانیہ نے باسٹن کے لوگوں کے

خلاف سخت کارروائی کی اور اپنے جنگی جہاز بھجوا کر باسٹن کی بندرگاہ کو ہر قسم کے ساز و سامان کے لئے بند کر دیا اور ایک فوجی کو گورنر بنا دیا جس نے لوگوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا مگر کمیٹی کے ممبران کسی نہ کسی طریق سے لوگوں کی امداد کرتے رہے اور انہیں ضروری اشیاء پہنچاتے رہے۔

ستمبر ۱۷۷۴ء میں سب کالونیز (COLONIES) نے سوائے جارجیا کے اپنے اپنے لیڈر فلاڈلفیا بھجوائے جو وہاں کے کارپینٹر ہال (CARPENTER'S HALL) میں جمع ہوئے یہ میٹنگ پہلی کانٹینینٹل کانگرس (CONTINENTAL CONGRESS) کہلائی ہے۔ ان نمائندگان نے ایک اعلان نامہ (PAPER) تیار کیا جس کو DECLARATION OF RIGHTS AND GRIOUANEES یعنی حقوق اور شکایات کا اعلان کہا گیا۔ اس اعلان میں ریاستوں کے حقوق کی تعیین کی گئی اور برطانیہ کے خلاف شکایات کا ذکر کیا گیا۔ نیز لوگوں سے اپیل کی گئی کہ اس وقت تک برطانیہ سے آمدہ سامان خریدنہ کیا جائے جب تک برطانیہ کی پارلیمنٹ چائے پر ڈیوٹی اور ٹیکس وغیرہ واپس نہیں لیتی۔ پیامبر گھوڑوں پر ہر ریاست میں بھجوائے گئے اور ان سے تعاون کی اپیل کی گئی۔

اس وقت تک امریکن لوگوں میں تین قسم کے خیالات کے لوگ تھے۔ ایک گروپ تو ایسا تھا کہ جو برطانیہ سے مکمل آزادی چاہتا تھا اس کو PATRIOTS یعنی وفادار ملک کہتے تھے۔

دوسرا گروپ ایسے لوگوں کا تھا جو بادشاہ برطانیہ جارج سوم کے حامی تھے اور اس کے وفادار تھے وہ اپنے آپ کو "LOYALISTS" کہتے مگر "PATRIOTS" ان کو ٹوری کہتے۔ ایک تیسرا گروپ ایسے لوگوں کا تھا جو کسی طرف بھی نہیں تھے اور معمول کے مطابق اپنا کام جاری رکھے ہوئے تھے اور حالات کا جائزہ لے رہے تھے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

امریکی باشندے اور اسلام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز موجودہ دورۂ امریکہ کے دوران ایک پریس کانفرنس میں سوالوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میرے دورے کا مقصد یہ ہے کہ ہر امریکی باشندے کو اسلام کا محبت بھرا پیغام پہنچایا جائے اور ہر شخص کو اسلام کی نعمت سے مالا مال کیا جائے۔

آئیے ہم سب مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ وہ دن قریب سے قریب تر کر دے جب امریکہ کے تمام باشندے حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر اور اللہ تعالیٰ کے اس آخری پیغام کو اپنی مشعلِ راہ بنا کر روحانی ترقیات حاصل کرتے چلے جائیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل ربوہ

روزنامہ

ہمارا آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے رُوح پرور خطبات، علماء سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اسکی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔ (مینجر الفضل ربوہ)

سنہ ۱۹۱۱ء سے

خدمتِ انسانیت میں مصروف ادارہ

عورتوں اور بچوں کے بہترین معالج

اطرا، سوکھے بچوں، بے اولادوں اور دیگر جنسی و نفسیاتی امراض کا علاج کرنیوالے

حکیم عبدالمجید ابن حکیم نظام جان صاحب مرحوم کے مشہور مطب میں تشریف لائیں یا بذریعہ جوابی خط حالات لکھ کر معلومات اور ہدایات حاصل کریں۔

حکیم عبدالمجید ابن حکیم نظام جان صاحب مرحوم

مشہور دواخانہ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

فون نمبر ۴۸۴۴

تبلیغی رسالہ ماہنامہ الفرقان ربوہ

ضرور خریدیئے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابلِ قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے فضائل اور محاسن پر بہت اچھے پیرایہ میں بحث کی جاتی ہے"

سالانہ چندہ دس روپے۔ (مینجر الفرقان ربوہ)

آپ کی خدمت میں پیش پیش

انڈس ٹریول سروس لاہور

امریکہ۔ کینیڈا۔ مغربی جرمنی۔ لندن۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ اور مڈل ایسٹ کی رعائتی ٹکٹوں کی بکنگ کے لئے آج ہی رجوع فرمائیں۔

انڈس ٹریول سروس

ٹرانسپورٹ ہاؤس۔ بالمقابل فلیٹی ہوٹل

ایجرٹن روڈ۔ لاہور

کراچی میں جائیداد

خریدنے کے لئے

سلطان احمد طاہر۔ سلیمان احمد طاہر

پراپرٹی ڈیلرز سے رابطہ پیدا کیجئے

۵۔ سی ۲۵ کمرشل ایریا

ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی

ٹیلیفون ۵۴۲۳۸۱ - ۵۴۲۳۸۲

۴۳۴۸۳۲

ہر قسم کا سامانِ سائنس و عجائب نرخوں پر

خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹفک سٹور

گنپت روڈ۔ لاہور

فون نمبر ۶۴۵۰۰

گویا دکھیے

اچھوتے اور بے مثل ڈیزائنوں میں

بیاہ شادی کیلئے

جڑاؤ و سادہ سیٹ

چاندی کے خوشنما برتن، ٹی سیٹ وغیرہ

فرحت علی جیولرز

کمرشل بلڈنگ شاہراہِ قائدِ اعظم لاہور۔ فون ۵۲۶۲۳